Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:2-3 (1997-98)

مخطوطات کا حصول، حفاظت، قدامت، قدر و قیمت اور اہمیت پرکھنے کے طریقے

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم☆

"علم" ایک ایسا وقیع حوالہ ہے جو کسی بھی قوم کی ہمہ پہلو ترقی اور عروج کا ضامن ہے۔ یہ تاریخ کی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جن قوموں نے اپنے درمیان علم کو رواج دیا، وہی تہذیب و تمدن آشنا ہوئیں اور اقوام عالم کے درمیان سربلند۔۔۔ علم نے ہی انہیں ترقی کی راہوں پر گامزن کیا، اسی کے سبب فلاحی معاشرہ کی تشکیل ہوئی اور قوموں نے زندگی گزارنے کے ڈھنگ سیکھے۔ جن قوموں نے علم سے اپنا رابطہ کمزور اور علماء کی ناقدری کی، کامیابیوں نے ان سے منہ موڑ لیا اور ترقی و کامرانی زوال میں بدل گئی۔

علم کی ترویج اور اس کے ذریعے قوموں کی سربلندی میں علماء کا کردار ہمیشہ اہم اور کلیدی حیثیت کا حامل رہا۔ یہ ذمہ داری جتنی گرانقدر تھی اسی نسبت سے علماء نے اس کا حق ادا کیا اور اسے بہرطور نبھایا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ماحصل علمی حقائق کی صورت میں اپنی قوم کو نہ صرف منتقل کیا، بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی محفوظ کیا۔ راہ علم کی ہزار دقتوں کے باوجود علماء کی ان تھک اور مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں قلم و قرطاس کے ملاپ سے علم و ادب کے ایسے عظیم اور نادر شہ پارے وجود میں آئے، جنہوں نے کل امتوں کو رفعتوں سے ہمکنار کیا، آج بھی نہ صرف ماضی کی عظمتوں کے شاہد، بلکہ روشن حال اور تابناک مستقبل کے پیامبر ہیں۔

ماضی افراد اور اقوام کے لئے تجربہ گاہ کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے سیکھ کر وہ اپنے مستقبل کی تعمیر کرتے ہیں۔ وہ قومیں جن کا تعلق اپنے ماضی سے استوار نہ رہے، نہ ان کا حال قابل فخر ہوتا ہے، نہ مستقبل باعث اطمینان۔

☆ شعبہ عربی، گورنمنٹ کالج، فیصل آباد

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

مخطوطات' وہی میراث علم ہے جو اسلاف نے آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑی۔ یہ آسمان علم کی وہ کہکشائیں ہیں' جو صدیوں کے زمانی فاصلوں کے باوجود نیر و تاباں ہیں اور آنے والی صدیوں میں روشنیوں اور اجالوں کی نقیب۔ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ آج ہم اس عظیم میراث علمی کے امین ہیں اور اس کے تحفظ اور آئندہ نسلوں تک انہیں منتقل کرنے کے ذمہ دار۔

ترقی اور ایجادات کے دور جدید نے اہل علم کو جہاں بے شمار سہولتوں سے نوازا اور ترقی علم کے بے شمار دروازے وا کیئے' راہ عالم کی دشواریوں کو دور اور سفر کو آسان تر بنایا' وہیں علم کے ساتھ انسانی تعلق کی کڑیوں اور رابطوں کو بہت حد تک کمزور کر دیا۔ آج ایک مولف/مصنف کمپیوٹر کے ذریعے پہلے سے Feeded علمی حوالوں کو محض ایک بٹن دبا کر آن واحد میں حاصل کر لیتا ہے۔ اب اسے بڑی حد تک مآخذ علمی سے رجوع کی ضرورت رہتی ہے' نہ کسی جاہل کمپوزر (Composer) کی کمپیوٹر میں جمع کردہ معلومات کی تصدیق کی زحمت اٹھانا پڑتی ہے' اور نہ ہی علمی حوالوں کی جمع و ترتیب کی مشقت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس کا کام اب فقط اتنا رہ جاتا ہے کہ چند کمپیوٹرائزڈ معلومات کو ترتیب دے کر کتابت کے لئے کسی دوسرے جاہل کمپوزر کے حوالے کر دے' پھر کسی پیشہ ور پروف ریڈر سے پروف پڑھوا کر طباعت کے لئے علم کے کوروں کے حوالے کر دے' اور چھپ جانے کے بعد علم کا کاروبار کرنے والوں کے سپرد کر کے رائلٹی کے انتظار اور کسی نئی کتاب کی تیاری میں مصروف ہو جائے۔ اس رویے نے جہاں بلاشبہ فن طباعت کو بلندیوں سے نوازا ہے' وہیں علم کے ساتھ اہل علم کے تعلق کو شدید متاثر کیا ہے۔ ترقی اور سہولت کے ان ذریعوں کو اختیار کر کے ہر سال ہر موضوع پر ہر مصنف کی بہترین زیور طباعت سے آراستہ دلکش تصانیف کی تعداد تو بڑھتی اور لائبریریوں کی الماریوں کی زینت بنتی جا رہی ہے مگر اپنے ماضی کی طرح علمی معیار قائم کرنے کا باعث ہرگز نہیں بن رہی۔

اس صورت حال کا غور طلب پہلو یہ بھی ہے کہ اتنے وسائل' جدید سہولتوں اور کتابوں کے بحر زخار نے امت کو جہل کے اندھیروں سے کس قدر محفوظ رکھا؟ حقیقت یہ ہے کہ اثر تو وہی بات رکھتی ہے' جو دل سے نکلے' اور معلم و مصنف کی زندگی بھر کی ریاضتوں اور محنتوں کا حاصل اس کے اپنے قلم کے ذریعے قرطاس پر منتقل ہو اور وہ علمی تخلیق کے تمام تر مراحل تسوید و تبییض' کتابت و طباعت اور نشرو حفاظت میں نہ صرف براہ راست شریک رہے بلکہ اس کا خون جگر بھی شامل ہو۔

مخطوطات کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کی ترتیب و تشکیل کے تمام مراحل ہی ممتاز اہل علم اور ماہرین فن شریک اور خوب سے خوب اور پاکیزہ سے پاکیزہ تر کی تلاش میں سرگرداں رہیں۔ بالعموم مصنف اپنی تصنیف کی کتابت خود اپنے ہاتھوں کرتا۔ اس کے لئے پختہ' عمدہ اور دیرپا سیاہی' بہترین اور مضبوط کاغذ کے استعمال' ایسے جاذب نظر' اور دلکش بنانے کی طرف بھرپور توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ معیار کی خاطر نظرثانی' ترمیم و اصلاح کرتا رہتا۔ اگر کسی کاتب کو املاء کروانے یا نقل کروانے کی ضرورت ہوتی تو اس کے لئے محض پیشہ ور کاتب نہیں بلکہ کسی عالم و بارع کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ ان کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ بہت سے کتابیں وضو اور نوافل کی ادائیگی کے التزام سے منظرعام پر آئیں۔ اس عرق ریزی' خلوص اور علم دوستی کا نتیجہ یہ نکلا کہ صدیوں تک گردوغبار میں اٹی بوسیدہ اور کرم خوردہ ایک ایک کتاب دور جدید کی بھاری بھرکم' بڑے بڑے ناموں اور اعلیٰ درجے کی طبع شدہ ہزاروں کتابوں سے نہ صرف بدرجہ بہتر' بلکہ ان کا مرجع و مصدر ہیں۔ یہ کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ دور حاضر کی ہمہ پہلو ترقی اور انکشافات علمی کی پرشکوہ عمارت کے پس و پیش منظر میں یہی قدیم ورثہ' مخطوطات' اساسی حیثیت کا حامل ہے۔ ماضی کے یہ نقوش اس قدر گہرے' پختہ اور نمایاں ہیں کہ اگر انہیں نکال دیا جائے تو دورحاضر کی تاریخ' تہذیب' ثقافت' تمدن' اخلاق اور علم کی شاندار عمارتیں کھنڈر نظر آنے لگیں۔ عہدماضی کی یہ شاندار باقیات الصالحات ہی ہماری ترقی کی شاہ راہ ہیں۔ مخطوطات کی شکل میں یہ علمی ذخائر ہی ہمارے حال کو ماضی سے مربوط کئے ہوئے ہیں۔ معروف محقق عبدالسلام ہارون نے لکھا

هذا التراث الضخم الذى آل الينا من اسلافنا صانعى الثقافة الاسلامية العربية جدير بان نقف امامه وقفة الاكبار ولاجلال ثم نسمو بزؤسنا فى اعتزاز وشعور صادق بالفخر والغبطة والكبرياء

(تحقيق النصوص ونشرها المقدمہ ص:۵)

مخطوط نویسی کا آغاز

یوں تو مخطوط نویسی کا آغاز اس وقت سے ہوا جب انسان لکھنے پڑھنے سے آشنا ہوا' مگر اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ علمی ترقی و تدوین کا آغاز قرآن مجید کی جمع و تدوین اور تصحیف کے ساتھ ہوا۔ اسی کے زیرسایہ عہد بہ عہد علوم اسلامی اور ادب کا وسیع ذخیرہ مدون ہوا۔ عاملین حکومت ہوں یا فاتحین' مبلغین اسلام ہوں یا علماء و فضلاء سب نے مل کر روشنی کا ایسا چراغ جلایا کہ علم کی

کرنیں ہر طرف پھیل گئیں۔ بہت قلیل عرصہ میں تفسیر' حدیث' فقہ' کلام و منطق' نحو و صرف' تاریخ' شعر و ادب اور دیگر علوم کا بہت بڑا ذخیرہ تحریری طور پر وجود میں آیا۔ مکہ' مدینہ' کوفہ' بصرہ اور بغداد علمی مراکز بنے۔ مسلمان جہاں جہاں پہنچے مساجد اور ان کے ساتھ مدارس و مکتبات قائم کئے اور ہر محراب و منبر میں تحقیق و تدوین و تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ جو گردش ایام اور نامساعد حالات کے باوجود عہد طباعت تک جاری رہا۔

عہد قدیم میں مخطوطات کا تحفظ

عہد اسلامی کے آغاز میں ہی مخطوطات کا بہت بڑا ذخیرہ وجود میں آیا۔ جن کے تحفظ کے لئے خصوصی توجہ دی گئی اور غیر معمولی اہتمام کیا گیا' ان میں:

۱۔ تادیر کرم خوردگی اور بوسیدگی سے محفوظ رہنے والے بہتر' مضبوط اور عمدہ کاغذ کا استعمال۔

۲۔ اعلیٰ' پختہ اور موسمی اثرات سے پاک رہنے والی سیاہی کی تیاری اور استعمال

۳۔ قلمی نسخہ کی انتہائی مضبوط چمڑے اور بسا اوقات سانپوں اور اژدھوں کی کھال سے جلدوں کی تیاری۔

۴۔ مخطوطات کو جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کے لئے کتب خانوں کا قیام۔

حفاظت ہی کے نقطہ نظر سے مصنفین اپنی تصنیفات کا اصل نسخہ حکمرانوں کے کتب خانوں میں جمع کروا دیتے۔ ایسے نسخے نسبتاً زیادہ محفوظ اور دست برد سے محفوظ رہتے۔

۵۔ مخطوطات کے لئے خاص قسم کی لکڑی سے ایسی الماریاں بنائی گئیں جو دیمک سے محفوظ رکھتیں۔

۶۔ موجود مخطوطات کی متعدد نقول تیار کروا کر مختلف علاقوں میں بھیجی جاتیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں اس عہد کے لوگوں نے بھی ان تصانیف اور علمی خزینوں سے استفادہ کیا اور صدیوں تک محفوظ رکھ کر آنے والی نسلوں کو بھی یہ ورثہ منتقل ہوا۔

مخطوطات کے ذخائر کی تباہی

امت اسلامیہ جب سیاسی ابتری اور اندرونی عدم استحکام کا شکار ہوئی تو علمی ترقی کو بھی زوال آیا' اور علم کے مراکز بے آباد' علماء بے بس اور کتب خانے بیرونی حملہ آوروں کا نشانہ بنے۔ مخطوطات کے نادر روزگار سرمایہ کو اس طرح برباد کیا گیا۔

۱۔ عباسی عہد میں تاتاریوں کے بغداد پر حملہ کے دوران بیت الحکمتہ کا سارا علمی ذخیرہ دریائے دجلہ میں بہا دینا کہ اس کی سیاہی سے کئی روز تک دجلہ کا پانی سیاہ رہا۔

۲۔ اندلس میں طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھا کر عیسائیوں نے طلیش میں آکر کتابوں کے انبار لگا کر دیا سلائی دکھا دی۔

۳۔ صلیبی لشکر نے شام میں مکتبہ بنی عمار میں موجود ہزاروں مخطوطوں کو تباہ کر ڈالا۔

۴۔ ۱۱۶۹ھ میں مصر کے قحط کے دوران لوگوں نے محل پر دھاوا بول کر ہزاروں کتابیں پھاڑ ڈالیں اور ان کی چرمی جلدوں سے جوتے بنا لیئے۔

۵۔ شیعہ سنی اختلافات کے باعث صلاح الدین نے اپنے مشیروں کے مشورے پر فاطمیوں کے مکتبات جلا کر راکھ کر ڈالے۔

حیران کن امر یہ ہے کہ اتنے عظیم نقصانات کے باوجود ترقی علم کا کارواں رکا نہیں بلکہ علماء نے بھرپور محنت کر کے یہ سلسلہ بحال رکھا۔

مخطوطات کا یورپ منتقل ہونا

اہل یورپ نے جہاں جہاں تسلط و اختیار حاصل کیا' وہاں کے علمی ذخائر یورپ منتقل کر لیئے۔ آج ہمارے قیمتی علمی شہ پارے اکثر و بیشتر یورپ میں موجود ہیں' جن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زائد ہے' بقول اقبال

مگر وہ علم کے موتی' کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

بلاشبہ اہل یورپ نے ان علمی ماخذ کو محفوظ کیا بلکہ ان کی ایڈیٹنگ اور طبع و نشر کر کے ان کا احیاء بھی کیا' یہ ممکن ہے ان کی علمی دوستی کا نتیجہ ہو' مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے پس پردہ یہ مقاصد ہوں:

۱۔ مسلمانوں کا رابطہ اپنے ماضی سے منقطع ہو جائے' وہ اپنے آباؤ اجداد کی میراث سے دور رہیں اور ان کے حصول کے لئے انہیں اہل یورپ کا دست نگر ہونا پڑے۔

۲۔ منتخب مخطوطوں کو edit کر کے مسلمانوں پر اپنی علمی برتری کا اظہار۔

۳۔ مسلمانوں کو اپنے ہی علمی ورثہ سے اس طرح دور رکھنا کہ نہ وہ اپنے علماء کی تحقیق اور اکتشافات علمی سے آگاہ ہو سکیں اور نہ اہل یورپ کے انہیں اپنے علماء کی طرف منسوب کرنے

کے دعووں کا پول کھل سکے۔

اہل یورپ نے ہمارے قیمتی ذخائر علمی سے ہمیں محروم کر دیا' اور ہمارے پاس نسبتاً دوسرے درجے کا ذخیرہ باقی رہ گیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ہاں مخطوطات پر ہونے والا کام اس معیار کا نہیں جو یورپ میں ہوا۔

پاکستان میں مخطوطات

یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ وطن عزیز میں مخطوطات کے حوالے سے نہ تو اہل علم کا رویہ حوصلہ افزاء ہے' اور نہ اہل تحقیق کی دلچسپی۔ یہ بھی درست ہے کہ محدود پیمانے پر احیاء مخطوطات کا کام تو ہو رہا ہے' مگر مجموعی صورت حال زیادہ باعث اطمینان نہیں۔ اہل دانش کو ان کے عوامل کا گہری نظر سے جائزہ لینے کے بعد مستقبل کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔ بظاہر اس ناقدر شناسی اور عدل دلچسپی کی یہ وجوہات ہو سکتی ہیں۔

۱۔ اعلیٰ درجہ کے مخطوطات بیرون پاکستان ہونے کے سبب محققین کی رسائی سے باہر ہوتے ہیں' نہ ان کی تفصیلات سے وہ آگاہ' نہ اہمیت و کیفیت سے باخبر۔ بیرونی مراکز مخطوطات کی تفصیلی فہارس بھی بالعموم نہیں حاصل ہو پاتیں اور اگر ایک مخطوطہ کے بارے میں وہ دلچسپی رکھتا ہو' معلومات بھی حاصل کرلے تو اس کے حصول کے لئے وسائل موجود نہیں ہوتے۔ لہٰذا نسبتاً کم درجہ کے مخطوطہ پر کام ہوتا ہے' جو اس سطح کا نہیں ہوتا کہ تحقیق و علم کی دنیا میں کوئی بڑا مقام حاصل کر سکے۔

۲۔ مخطوطات پر کام کے حوالے سے ہمارے علمی حلقوں میں دو آراء موجود ہیں۔ ایک رائے کے مطابق اس ورثہ علمی کا احیاء وقت کا تقاضا ہے تو دوسری رائے یہ ہے کہ جدید مسائل کے حوالے سے زندہ موضوعات پر تحقیق کی جائے۔ یہ دونوں آراء وقیع اور درست ہیں۔ مگر موخرالذکر رائے کو زیادہ اہمیت حاصل ہونے اور عملی طور پر اختیار کرنے کے نتیجے میں مخطوطات پر کام کرنے کی رفتار میں خاصی کمی واقع ہونے کے ساتھ مخطوطہ پر کام کرنے والے محققین کی حوصلہ شکنی بھی ہوئی ہے' بلکہ بسا اوقات مخطوطات پر کام کرنے والوں کے کام کو دوسرا درجہ دیا گیا۔

یہ امر بھی حقیقت ہے کہ مخطوطات پر کام کی مخالفت کرنے والے حضرات کی تمام تر تحقیقی جدوجہد اور نتائج علمی کا انحصار انہی مخطوطات پر ہوتا ہے جنہیں مصادر علمی کی حیثیت حاصل ہے

اور جو ایڈٹ اور طبع ہو کر منظرعام پر آ چکے ہیں۔ ان حوالوں کے بغیر نہ ان کی تحقیق معتبر ہوتی ہے نہ مستند۔

دوسری طرف جدید موضوعات پر کام کرنے کو ترجیح دینے کے نتیجے میں بھی کوئی بڑی علمی کاوش بھی ہمارے سامنے نہیں آ سکی' جبکہ اب بھی موجود بعض مخطوطات علمی اعتبار سے نہ صرف اہمیت کے حامل ہیں' بلکہ بہت معیاری بھی' لہٰذا ضروری ہے کہ دونوں پہلوؤں پر تحقیقی کام کو اہمیت دی جائے۔

۳۔ پاکستان میں مخطوطات پر کام میں عدل دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تحقیق شدہ مخطوطات کی طبع ونشر کا کوئی اہتمام نہیں۔ بالعموم یہ کام اب ڈگری کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے' نہ تو کوئی ادارہ اس کا اہتمام کرتا ہے نہ کوئی پبلشر اس کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ لہٰذا بہت گراں قدر محنت سے edit ہونے والے مخطوطہ اپنے اصل نسخوں کی طرح محض لائبریری کی زینت بن جاتے ہیں۔

تحقیق مخطوطہ کی مشکلات

مخطوطہ پر کام کرنے والے کو جن دقتوں کا سامنا ہوتا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ مخطوطات کی فہارس کی عدم دستیابی

۲۔ اگر فہارس حاصل ہو جائیں تو مخطوطہ کا حصول عام حالات میں ممکن نہیں ہوتا۔ جن اداروں میں یہ موجود ہوتا ہے' وہاں کے منتظمین کا رویہ خاصا صبرآزما اور حوصلہ شکن ہوتا ہے۔ اگر مخطوطہ دیکھنے کو مل جائے تو اس قدر بوسیدہ و نازک حالت کا شکار کہ فوٹو سٹیٹ ممکن نہیں ہوتی۔

۳۔ مخطوطہ رکھنے والے اداروں کے پاس اس قدر وسائل نہیں ہوتے کہ وہ ان کی مائیکروفلم تیار کر سکیں۔

۴۔ اگر محقق اپنے اخراجات پر مائیکروفلم بنوانا چاہے تو ضروری آلات میسر نہیں۔ اور جہاں موجود ہیں' وہ ناقابل استعمال یا طویل دفتری مراحل کی روکاوٹیں لیئے ہوئے۔

۵۔ اگر محقق یہ سارے مراحل اپنے جذبہ صادق کے سہارے طے کر لے تو مائیکرو فلمز کے پرنٹ حاصل کرنے یا مطالعہ کرنے کی سہولتیں غیر موجود یا غیر مستعمل۔

۶۔ مخطوطہ پر کام کرنے کے لئے مناسب راہنمائی بھی محقق مخطوطہ کو میسر نہیں ہوتی۔ بالعموم

یونیورسٹی کی سطح پر کہیں کہیں ایم اے' یا پی ایچ ڈی کے لئے کام ہوتا ہے' ایسے طلباء کو تو کسی حد تک بنیادی راہنمائی میسر آ جاتی ہے' مگر اس کے علاوہ کام کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے۔

۷۔ مخطوطہ پر تحقیق کے مسلمہ اصول و ضوابط کا فقدان۔ اس کا نتیجہ ہے کہ موجود کام کے معیار میں یکسانیت پیدا نہیں ہو سکی۔

تحفظ مخطوطہ کی دقتیں

۱۔ مخطوطات کی بوسیدگی' ان کی حفاظت کا غیر معمولی انتظام نہیں ہے۔

۲۔ نجی مالکان مخطوطات (پرانے علماء کے ورثاء) ان کی اہمیت و قدروقیمت سے آشنا نہیں' نہ ان کے تحفظ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ نادر ذخائر صندوقوں یا الماریوں میں بند پڑے ہیں۔

۳۔ جو ادارے انہیں خریدنا یا پہلے سے موجود مخطوطات کو مائیکروفلم کی صورت میں محفوظ رکھنا چاہتے ہوں ان کے پاس مطلوبہ وسائل موجود نہیں۔

۴۔ ملک بھر میں مخطوطات مختلف جگہوں پر بکھرے پڑے' غیر منظم اور غیر محفوظ ہیں۔ انہیں یک جا منظم و مربوط کرنے' ان سے متعلق معلومات جمع کرنے کی کوئی منظم کوشش نہیں۔

۵۔ حکومتی اداروں کے نزدیک مخطوطات کی نہ تو اہمیت ہے' نہ ان کے تحفظ و احیاء میں دلچسپی' نہ یہ ان کی ترجیحات میں شامل ہے۔

ان اسباب کے پیش نظر نہ تو مخطوطات کا احیاء ہو رہا ہے' نہ حفاظت' نہ استفادہ' بلکہ ان کے ضیاع کے امکانات بہت روشن ہیں۔ یہ ہمارے اسلاف کا ایسا ورثہ ہیں کہ جس سے غفلت نہیں برتی جا سکتی' نہ انہیں نظرانداز کیا جانا ممکن ہے۔ یہ اس ورثے کے تحفظ و احیاء کا فرض اہل علم نے ہی ادا کیا' اب بھی انہیں پر یہ قرض ہے کہ اس ذمہ داری کو انجام دینے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر ٹھوس اور سنجیدہ کوششیں کی جائیں۔

تحقیق التراث العربی کے مصنف نے لکھا:

"علینا ان ننهض بعبء نشر ذلک التراث وتجلتیه لیکون ذلک وفاء لعلمائنا ووفاء لانفسنا وابنائنا"

"کہ اب ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ ہم اس ورثہ کے نشرو احیاء اور سربلند کرنے کا فرض اور ذمہ داری ادا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں' تاکہ ہم اپنے علماء' اپنی ذات اور آئندہ نسلوں کے ساتھ وفاداری کا حق ادا کر سکیں۔"

یہ مخطوطات کلمہ طیبہ کی مثال ہیں جن کی جڑیں مضبوط اور گہری اور شاخیں آسمان کی رفعتوں کو چھوتی ہیں۔ یہ وہ شجر ہے' جس سے پیوستہ رہ کر اور رشتہ استوار رکھ کر ہی خزاں رسیدہ علمی ماحول میں بہار علمی کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

مخطوطات کا حصول

معروف کتب خانوں/لائبریریوں کے مخطوط شناس ذمہ داران اپنے طور پر موجود وسائل سے مخطوطات کی حصول کی کوششوں کے روایتی طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے حصول کی منظم و مربوط کوششیں سائنٹیفک بنیادوں پر کی جائیں' ان میں :

☆ غیرمعروف اور نجی کتب خانوں سے رابطہ اور کسی مرکزی ادارہ کے لئے مخطوطات حاصل کیئے جائیں۔

☆ مالکان مخطوطات' قدیم علماء کے ورثاء سے رابطہ اور مخطوطات کی اہمیت اور قومی ذمہ داری کا احساس دلا کر مرکز مخطوطات کے لئے "عطیتہ" یا "قیمتہ" دینے پر آمادہ کرنا۔

☆ پرانی کتب کے تاجروں سے مسلسل رابطہ

☆ دیہات کے قدیم علماء' اساتذہ اور شعراء اور ان کے خاندانوں سے رابطہ

☆ دیہات کی مساجد سے ملحقہ مدارس اور کتب خانوں میں تلاش

☆ خانقاہوں' سجادہ نشینوں' نمایاں مریدین' خلفاء سے رابطہ

☆ ریڈیو' ٹی وی' اخبارات کے ذریعہ مخطوطات کے بارے میں مذاکرہ' مقالہ' کالم وغیرہ کے ذریعے عوامی شعور کی بیداری' اہل علم کی توجہ اس کی جانب مبذول کروا کر مخطوطات کے حصول و تحفظ میں تعاون کا جذبہ پیدا کرنا۔

☆ قدیم اور اہم مدارس اور علمی مراکز کے مہتممین سے رابطہ اور حصول مخطوطات میں تعاون' اور راہنمائی کی درخواست کی جائے۔

☆ اشتہارات کے ذریعے مخطوطات کے فروخت کی دعوت دی جائے۔

مخطوط کی قدر و قیمت' قدامت اور اہمیت پرکھنے کے طریقے

اہمیت

۱۔ مولف/مصنف کی شخصیت اور علمی مقام و مرتبہ' خاندان' خدمات

۲۔ مخطوطہ کا موضوع

۳۔ تصنیف کا عہد

۴۔ عصر حاضر میں اس تصنیف سے استفادہ کے کیا فوائد و نتائج ہوں گے۔

قدر و قیمت

☆ وہ نسخہ سب سے زیادہ قیمتی اور قدرومنزلت کا حامل ہو گا جو مولف/مصنف نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو' اور اس پر حواشی و تعلیقات کا اضافہ بھی کیا ہو۔ اور اس پر اس کے دستخط و مہر موجود ہوں۔

☆ دوسرے درجہ میں وہ نسخہ قابل قدر ہے جسے مولف/مصنف نے خود اپنے کسی شاگرد/مرید/یا کاتب کو لکھوایا ہو۔ یا لکھنے کی اجازت دی ہو یا خود سے سنکر لکھنے کی اجازت دی ہو اور اس نے اس میں نظرثانی کر کے اصلاح و ترمیم بھی کی ہو۔

☆ تیسرے درجہ میں وہ نسخے ہیں جو مولف کے عہد میں اس کے اصل نسخہ سے نقل کیے گئے ہوں۔

☆ چوتھے درجہ کا مخطوطہ وہ ہے جو مولف کے عہد میں تو نقل کیا گیا ہو مگر اس پر اس کے دستخط نہ ہوں' لیکن کسی معروف و مستند عالم کے دستخط اور مہر ثبت ہوں۔

☆ پانچویں درجہ کا مخطوطہ وہ ہے جو مصنف /مولف کے بعد نقل ہوا ہو۔ اور اس میں درجہ بندی اس طرح ہو گی:

۱۔ کسی معروف عالم نے لکھا ہو۔

۲۔ کسی معروف عالم کے پاس موجود ہو۔

۳۔ کسی معروف عالم کے سامنے پڑھا گیا ہو' اور پڑھنے والا خود ہم مرتبہ عالم ہو۔

۴۔ کئی علماء کے پاس اس کی کاپیاں موجود ہوں۔

(ان امور کی شہادت مہر یا دستخط سے حاصل ہو گی)

☆ ان کے بعد درجہ بہ درجہ مولف/مصنف کے عہد سے قریب اور اس کے مخطوطہ سے نقل کیا گیا نسخہ ہو گا۔

☆ کسی شاہی یا معروف کتب خانے میں موجود نسخہ مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ امتیازی حیثیت کا حامل قرار پائے گا۔

کئی موجود نسخوں میں قابل ترجیح

- نسخہ کامل۔ ناقص سے بہتر ہے۔
- قدیم۔ مابعد کے نسخہ سے بہتر ہے۔
- واضح اور خوبصورت خط میں تحریر نسخہ۔ غیر واضح اور بدخط نسخہ سے بہتر ہے۔
- دیگر نسخوں سے تقابل کر کے اصلاح و ترمیم کر کے درست کیا گیا نسخہ غیر نظرثانی و اصلاح شدہ نسخہ سے بہتر ہے۔
- جس نسخے کے آغاز/اختتام پر کاتب کا یہ نوٹ موجود ہو کہ نسخہ کا آغاز و اختتام کب اور کہاں ہوا؟ وہ نسخہ قابل ترجیح ہو گا۔
- عام طور پر نسخوں کے آخر میں یہ بھی درج ہوتا ہے کہ یہ نقل مصنف کے نسخہ کے مطابق ہے' اس نے تصحیح و نظرثانی کی ہے یا نہیں؟ اور ناقل و مملئی کتاب اپنا ذکر بھی کر دے' نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ تکمیل بھی درج ہو تو نسخہ کی قدروقیمت متعین کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

☆ وہ مخطوطہ جس کا صرف ایک ہی نسخہ موجود ہو۔ اہم تر' قیمتی اور نایاب کا درجہ رکھتا ہے۔ کسی مخطوطہ کو پرکھنے کے یہ طریقے مستعمل ہیں۔ یکساں طریق تحقیق متعین کرتے ہوئے انہیں مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

مخطوط کی قدامت کا تعین

یہ بالعموم مخطوط پر درج سن کتابت یا سن تصنیف سے کیا جاتا ہے۔ کتب خانے یا مخطوط کے مالک کی مہر بھی اس کے تعین میں معاون ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ کاغذ' سیاہی' مخطوط کا خط' کاتب وغیرہ کے ذریعے بھی اس کی قدامت کا تعین ہو سکتا ہے۔

مخطوطات کا تحفظ

مخطوطات کے تحفظ کے دو پہلو ہیں:

ا۔ نسخے کی حفاظت

ا۔ نسخہ کی حفاظت کے لئے انہیں پرانے صندوقوں' ٹوٹی پھوٹی الماریوں' بوریوں اور نااہل مالکوں کے قبضے سے نکال کر کیمیکلز کے ذریعے محفوظ بنا کر مخصوص الماریوں میں جمع کر لیا جائے۔

۲۔ موجود مخطوطات کے مائیکرو فلمز بنائی جائیں' اور اصل نسخہ کو استعمال نہ کیا جائے۔ تمام تر تحقیقی کام کے لئے انہی فلموں یا پرنٹس کو استعمال میں لایا جائے۔ البتہ محقق کو ایک دو بار نسخہ دیکھنے کی اجازت دی جائے۔

۳۔ بہت زیادہ بوسیدہ اوراق والے مخطوطات پر بٹر پیپر لگا کر مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ مخطوطات کے رنگین صفحات یا اگر وسائل فراہم ہوں اور مخطوطہ اس کے اصل رنگوں اور کیفیات سمیت نقل مقصود ہو تو ٹرانسپرینسی بنائی جا سکتی ہیں۔

۵۔ مخطوطات کے تحفظ کے لئے مائیکروفش کارڈ جس میں بیک وقت کئی صفحات محفوظ ہو سکتے ہیں اور ان کے Prints حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

۶۔ کمپیوٹر کے ذریعے مخطوطات کو محفوظ کرنے کے امکانات بھی ہیں۔ جدید وسائل سے آگاہی اور بیرون ممالک میں حفاظت کے جدید طریقوں کی معلومات حاصل کر کے اختیار کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ مخطوط کا احیاء

مخطوط کا احیاء بھی دراصل اس کے تحفظ کی صورت ہے۔ اس ضمن میں درج ذیل امور پر غور کیا جا سکتا ہے۔

ا۔ کسی ایسے فرد کو مخطوطہ پر کام کی اجازت نہ دی جائے' جو اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو' اس کی تحقیق کی مبادیات سے آگاہ نہ ہو' اس کام سے دلچسپی نہ رکھتا ہو بلکہ محض کسی مفاد کی تکمیل کے لئے اس پر کام کرنے کا خواہش مند ہو۔ ایسا محقق بھی اس کا اہل نہیں جو اس کی تحقیق کے راہ پرخار اور صبر آزما بلکہ کٹھن مراحل کو برداشت کرنے کا حوصلہ نہ رکھتا ہو۔ ایسے شخص کے ذریعہ مخطوطہ کے احیاء کی بجائے نیم حکیم خطرہ جان' کے مصداق نقصان کا احتمال قوی ہے۔

۲۔ ایسا مخطوط جو Edit ہو جائے' اس کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ اپنے اصل کی طرح تحقیق شدہ مخطوط بھی محض الماریوں/لائبریریوں میں پڑا گھٹ گھٹ کر نہ مرجائے' اور آنے والی نسلیں اب انہیں مخطوطہ کا درجہ دے کر Editing کی ضرورت نہ محسوس کریں۔

۳۔ امت کو مخطوطات کی اہمیت سے آگاہ کر کے اس کے تحفظ و نشر کی مساعی میں

شرکت پر آمادہ اور اصحاب خیر کو مخطوطات کی خرید و حفاظت کے لئے وسائل فراہم کرنے کی طرف متوجہ کیا جائے۔

۴۔ مخطوطات کے تحفظ اور نشرو احیاء کا کام حکومتی سرپرستی کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا کوشش کی جائے کہ حکومتی اداروں کا تعاون حاصل کیا جائے' ان مخطوطات کو حکومت کے ذریعے قومی و ملی دستاویزات کی حیثیت دلوائی جائے اور ان کے تحفظ کے لئے آرکیوز کی طرح مالی اور فنی معاونت حاصل کی جائے۔

۵۔ بڑے تجارتی اداروں کے اہل علم سے رابطہ کر کے اس ورثہ کے تحفظ کے لئے مالی وسائل حاصل کیے جائیں۔

احیاء مخطوط میں جامعات کا تعاون

احیاء مخطوط کے لئے جامعات کا کردار بہت اہم اور کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔ یہاں آنے والے طلباء و طالبات تحقیق میں دلچسپی بھی رکھتے ہیں اور اپنے تعلیمی عرصہ کے دوران بآسانی کام بھی کر سکتے ہیں۔ جامعات کو اس ضمن میں محققین اور ماہرین مخطوطہ کی نرسری' تربیت گاہ کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پر غور ہو سکتا ہے:

ا۔ ایم اے کی سطح پر مخطوط سے متعلق Optional پرچہ شروع کیا جائے۔ جو طالب علم اس کام سے خصوصی دلچسپی رکھتا ہو گا وہ اسے اختیار کر لے گا۔ اس کے ساتھ مقالہ تحقیق اختیار کرتے وقت ایم اے کی سطح کا مخطوطہ ایڈیٹنگ کے لئے دیا جا سکتا ہے۔

۲۔ جامعات میں ایم فل کا ایک مکمل دو سالہ کورس مخطوطات سے متعلق جاری کیا جائے۔ یہ بھی اختیاری ہو۔ جو طالب علم اس موضوع میں دلچسپی رکھتا ہو اور ایم اے کی سطح پر حوصلہ افزاء کارکردگی کا حامل ہو' اسی کو اس کی اجازت دی جائے۔

اس کورس کے سال اول میں مخطوط کی اہمیت' تاریخ' متعلقہ زبان کے رسم الخط' منہج اور اصول تحقیق' فہارس فنیہ کی تیاری اور دیگر اساسی موضوعات کی تعلیم دی جائے جبکہ دوسرے سال کسی مخطوط کی ایڈیٹنگ کی عملی تربیت دی جائے اور مخطوط ایڈٹ کروایا جائے۔

۳۔ پی۔ایچ۔ڈی کی سطح پر کام کرنے والے طلباء یا تو ایم فل (مخطوطات) کر چکے ہوں یا لازمی طور پر کسی تربیتی کورس میں شرکت کی ہو۔

۴۔ مخطوطات کے موضوع پر یونیورسٹیز میں ورکشاپ' سیمینار' مذاکروں کا اہتمام و انعقاد کیا جائے۔

۵۔ جامعات اپنے ہاں تحقیق مکمل ہونے والے مخطوطات کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری قبول کریں۔

۶۔ جامعات اپنے تحقیق شدہ مخطوطات کی فہرست بھی تیار کریں۔

تحفظ و احیاء مخطوطات کی منظم جدوجہد

پاکستان میں مخطوطات کے احیاء و نشر کے سلسلہ میں جو مساعی جاری ہیں' وہ عمومی اور انفرادی سطح کی ہیں جن میں نہ باہمی رابطہ ہے نہ مشترک جدوجہد کا عنصر' اس کے نتیجے میں یہ مساعی زیادہ مفید اور بار آور نہیں ہو رہیں۔ جبکہ دیگر ممالک بالخصوص بلادعرب میں منظم اور مربوط کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جس کے نتیجہ میں برصغیر کے مقابلے میں احیاء التراث کا کام زیادہ اور معیاری ہوا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں منظم اور مربوط جدوجہد کا آغاز کیا جائے۔ اس کے لئے یہ تجاویز قابل عمل ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کویت' سعودی عرب' مصر اور دیگر بلاد عربیہ کے طرز کا مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام معہد احیاء التراث الباکستانی/منتظمہ احیاء التراث الباکستانی ہو سکتا ہے۔

۲۔ اس منظمہ یا معہد کے زیرانتظام مخطوطات کی ایک مرکزی لائبریری خزانۃ المخطوطات القومی (نیشنل لائبریری آف مینوسکرپٹس) قائم کی جائے۔ جہاں ملک بھر کے مخطوطات (جامعات اور بڑے یا منظم کتب خانوں کے علاوہ) جمع کیئے جائیں۔

۳۔ اس مرکز میں مخطوطات کے تحفظ' مائیکرو فلمنگ' مائیکرو فشنگ' ٹرانسپرینسی' فوٹو پرنٹس بنانے اور مخطوطات کو محفوظ کرنے کا اہتمام ہو۔

۴۔ مرکز مخطوطات/منظمہ کے زیرانتظام ایک مجلّہ (سہ ماہی) کا اجراء عمل میں لایا جائے جس میں ترجیحاً" پاکستان میں نودریافت مخطوطات' تحقیق کے لئے منتخب' تحقیق مکمل ہونے اور تحقیق کے بعد شائع ہونے والے مخطوطات کی فہرستیں اور معلومات فراہم کی جائیں۔

۵۔ مرکز میں ملک بھر کے مخطوطات کی فہارس جمع کی جائیں۔

۶۔ مرکز میں بیرون ملک تمام مراکز مخطوطات کی فہارس اور تفاصیل اکٹھی کی جائیں۔

۷۔ مرکز میں موضوعات اور اداروں کے حوالے سے مخطوطات کی مکمل تفاصیل کمپیوٹر پر محفوظ اور جمع کی جائیں تاکہ محقق کو ایک ہی مرکز میں تمام تفاصیل میسر آ جائیں۔

۸۔ مرکز/منظمۃ پاکستانی اور دنیا بھر کے مخطوطات کے مراکز سے رابطہ رکھے اور احیاء و نشر التراث کے سلسلہ میں کم از کم پاکستان' سارک ممالک' ایکو ممالک (ایران' افغانستان' ترکی' ہندوستان اور سوویت ریاستوں) کے درمیان اجتماعی کوششیں' (کوآرڈی نیشن) کی جا سکیں۔

۹۔ اس مرکز کے ذریعے پاکستانی ذخائر مخطوطات میں موجود غیر ضروری اور غیر اہم مخطوطات کو ان سے دلچسپی رکھنے والے ممالک /اداروں کو دے کر تبادلہ میں اپنی دلچسپی یا ضرورت کے مخطوطات کا حصول (جیسے سنسکرت' ہندی' گورمکھی کے مخطوطات کی نہ ہمیں ضرورت ہے' نہ ان پر کام ممکن ہے' ایسے مخطوطات ہندوستان کے لئے دلچسپی اور اہمیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ممکن ہے وہاں کچھ ایسے مخطوطات ہوں جو ہمارے لئے زیادہ اہم ہوں۔)

۱۰۔ مرکز میں ماہرین مخطوطات/ محققین کا ایسا گروپ/پینل تشکیل دیا جائے جو ہمہ وقت مخطوطات کا جائزہ لیتے رہیں اور فنی بنیادوں پر ان کی چھان بین کر کے ان کی تحقیق و اشاعت کے ضمن میں رائے قائم کریں اور ایسے مخطوطات کی جن کی اشاعت و تحقیق ضروری ہو محققین کی راہنمائی کریں۔

اس مرکز اور منظمہ کے ذریعے احیاء مخطوط کے درج ذیل کام لیئے جا سکتے ہیں:

۱۔ ملک بھر میں ذخائر مخطوطات کا پتہ لگانا' ان کا حصول اور تحفظ

۲۔ محققین کی فنی راہنمائی اور تربیت

تربیت کے لئے ورکشاپ اور ریفریشر کورسز کا انعقاد

۳۔ تحقیق مخطوط کے لئے جدید ترین سہولتوں (فلم پروجیکٹر' فلم پرنٹر' فلم ریڈر وغیرہ) کی فراہمی

۴۔ محققین کے لئے ضروری بنیادی مصادر مراجع کی کتب کی فراہمی (تحقیق کے لئے

ریفرنس بکس کی لائبریری کا قیام)

۵۔ محقق کو بیرون ملک سے مخطوطات کے نسخوں کے حصول میں تعاون اور راہنمائی۔

۶۔ تحقیق کے یکساں اصول و ضوابط (Manual of Style) کی تشکیل (اس کے لئے دیگر اداروں کے وضع و اختیار کردہ مناہج کا مطالعہ اور استفادہ کیا جا سکتا ہے)

۷۔ تحقیق شدہ مخطوطات کا حصول (مقالہ جات کی کاپی)

۸۔ تحقیق شدہ مخطوطات کی اشاعت۔

۹۔ ملک کے ماہرین مخطوط کی ڈائریکٹری کی ترتیب

۱۰۔ ملک میں تحقیق شدہ مخطوطات کی جامع فہرست کی تیاری

۱۱۔ مخطوطات پر کام کے خواہش مند نوجوان محققین کے گروپ کی تشکیل' تربیت اور مستقبل میں کام اور راہنمائی کے لئے تیاری۔

۱۲۔ مخطوطات پر کام کرنے والوں کے تجربات سے استفادہ

یہ امر انتہائی خوش آئند ہے کہ احیاء التراث کے حوالے سے مربوط جدوجہد کا آغاز اس قومی ورکشاپ کے انعقاد سے ہو رہا ہے غالباً یہ ملکی تاریخ کی پہلی ورکشاپ ہے جو منعقد کی جا رہی ہے۔ اس قومی و ملی ذمہ داری کی ادائیگی کا اعزاز افتخار جامعہ اسلامیہ العالیہ کو حاصل ہوا' جو بلاشبہ اس اعزاز کا مستحق تھی اور اس کے لائق اور اہل۔

امید ہے کہ اسی موقعہ پر مندرجہ بالا تجاویز اور پیش ہونے والی دیگر تجاویز کی روشنی میں منظم اور مربوط لائحہ عمل طے کیا جائے گا اور ایسا مرکزی ادارہ وجود میں آئے گا' جو مخطوطات کے احیاء و نشر کے فوری اور انتہائی اہم تقاضے سے عہدہ برآ ہو۔

★★